جائے گا جس کی کوئی انتہا نہیں ہوگی۔

آخر میں ہم حکومت اور متعلقہ اربابِ حل و عقد سے یہ گذارش کرنا چاہتے ہیں کہ اس افسوس ناک صورتِ حال نے مسیحی عوامی حلقوں میں خوف و ہراس کی صورت حال پیدا کر دی ہے اور عدم تحفظ کا احساس پہلے سے شدید ہوگیا ہے کیوں کہ یوں کوئی بھی سر پھرا کسی بھی اقلیتی فرد کو ذاتی انتقام کا نشانہ بنانے کے لیے اس قسم کے مذہبی الزام لگا کر نہ صرف اسے رسوا اور بدنام بلکہ جان و مال تک سے محروم کر سکتا ہے۔ لہذا اکثریتی حلقوں کے دانشوروں، علمائے کرام اور حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ اس مرحلے پر اپنی ذمہ داری محسوس کریں تاکہ ان افسوس ناک واقعات کا اعادہ اور فروغ نہ ہونے پائے۔ کیوں کہ اسی میں ملک و قوم کی بقاء، استحکام، امن و انصاف اور فلاح و سالمیت ہے۔" (پندرہ روزہ "شاداب"، لاہور۔ ۳۱ جنوری ۱۹۹۲ء)

آسٹریا کے لیے پاکستان کے سفیر

معروف مسیحی دانشور اور رہنما جوشوا فضل الدین (م ۱۹۷۶ء) کا ذکر پاکستان کے لیے جداگانہ طریقِ انتخاب کے حوالے سے ہوتا رہا ہے۔ ان کے فرزند سموئیل ٹامس جوشوا کو آسٹریا میں پاکستان کا سفیر مقرر کیا گیا ہے۔ اطلاعات کے مطابق قیامِ پاکستان سے اب تک وہ تیسرے مسیحی ہیں جنہیں کسی ملک میں پاکستان کا سفیر مقرر کیا گیا ہے۔

سموئیل ٹامس جوشوا فارن سروس میں مختلف ملکوں میں اعلیٰ مناصب پر خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔ انہوں نے عملی زندگی کا آغاز سیکرڈ ہارٹ کیتھیڈرل سکول لاہور سے کیا تھا۔

مسیحی خواتین اور تبدیلیٔ مذہب

[حزبِ اختلاف کی نشستوں پر بیٹھنے والے اقلیتی رکن قومی اسمبلی جناب جے۔ سالک کی قیادت میں "متعدد مسیحیوں" نے ۲ فروری ۱۹۹۲ء کو جن مطالبات کے حق میں احتجاجی جلوس نکالا ان میں سے ایک مطالبہ یہ تھا کہ "مسیحی خاتون کے مذہب تبدیل کرنے سے قبل اس کے خاندان اور شوہر کو ایک ماہ قبل نوٹس دیا جائے اور اتنا عرصہ اس خاتون کو دارالامان میں رکھا جائے۔" (روزنامہ "نوائے وقت" ۳ فروری ۱۹۹۲ء)

یہ مطالبہ جس پس منظر میں کیا جا رہا ہے، اس کا کچھ اندازہ پندرہ روزہ "شاداب" (لاہور) میں